مسئلہ تصویر کا علمی جائزہ

محمد یوسف فاروقی

موجودہ دور میں تصویر سازی کا مسئلہ بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے، ایک طرف تو اس کی ضرورت اور استعمال اس قدر بڑھ گیا ہے کہ قدم قدم پر تصویر کی ضرورت پڑتی ہے، شناختی کارڈ ہوں یا پاسپورٹ، تعلیمی اداروں میں داخلہ کا مسئلہ ہو یا ڈرائیونگ لائسنس، اسی طرح نشر واشاعت کی دنیا میں تصویر سازی نے ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے، جامد تصاویر کے ساتھ ساتھ متحرک تصویریں بھی نشر واشاعت اور پیغام رسانی میں نمایاں کردار انجام دے رہی ہیں، بات یہیں تک نہیں رہی بلکہ تعلیم وتدریس، جدید تحقیقات اور سائنسی تجربات کا کافی حد تک اس پر انحصار ہے۔

دوسری طرف اس کی شرعی حیثیت ہے۔ علماء کرام کا ایک طبقہ بالخصوص برصغیر کے علماء اس کی حرمت کے قائل ہیں۔ اصل اہمیت اس بات کی نہیں ہے کہ آج کے دور میں اس کا استعمال اس قدر عام ہو چکا ہے یا ترقیاتی، علمی اور تفتیشی کاموں میں اس کی ضرورت ہے بلکہ اصل اہمیت شرعی حکم کی ہے، اگر شریعت میں اس کے جواز کی کوئی صورت ملتی ہے تو اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، لیکن اگر شریعت میں یہ قطعاً حرام ہے تو پھر ہمیں زندگی کے تمام معاملات میں اس کا کوئی متبادل حل تلاش کرنا ہوگا، اور اس عمل حرام کو بالکل ترک کرنا ہوگا، محض چند سہولتوں یا بعض فوائد کی خاطر مسلم معاشرہ میں ایک حرام چیز کو رواج نہیں دیا جا سکتا، جس طرح شراب نوشی یا رشوت ستانی وغیرہ کی حرمت ہے اور اسلامی معاشرہ یا اسلامی مملکت نہ اس کے جواز کی راہ تلاش کر سکتی ہے نہ ہی افراد ملت کو ان محرمات کے ارتکاب کی اجازت دے سکتی ہے۔

ہم نے تصویر سازی کا ہر پہلو سے جائزہ لیا ہے اور اس موضوع سے متعلق آیات قرآنی، احادیث نبوی، فقہاء کے اقوال اور علماء کی تحریروں کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے۔ ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ شریعت کا صحیح صحیح نقطۂ نگاہ معلوم کیا جائے اور نتیجہ اہل علم کے سامنے پیش کر دیا جائے۔

زمانۂ جاہلیت میں مختلف قسم کے مجسموں، مورتیوں اور تصویروں کا تذکرہ ملتا ہے مثلاً:

۱۔ وہ مجسمے، مورتیاں اور تصاویر جن کی پرستش کی جاتی تھی، قرآن حکیم کی اصطلاح میں انہیں اصنام اور اوثان کہا جاتا ہے۔(۱)

۲۔ انبیاء و صالحین کے مجسمے یا تصاویر

۳۔ وہ تصاویر جو محض لہو و لعب کے لئے ہوتی تھیں اور ان کا کوئی مقصد نہیں ہوتا تھا۔

۴۔ وہ تصاویر یا مورتیاں جو چھوٹے بچوں کے کھیلنے اور ان کی تعلیم و تربیت کے لئے ہوا کرتی تھیں۔

پہلی قسم کی تصاویر یا مجسمے اسلام میں قطعاً جائز نہیں، اسلام کی بنیاد توحید پر ہے۔ اس دین حنیف میں شرک کی ذرہ برابر گنجائش نہیں، جو مجسمہ یا تصویر پرستش کے لئے بنائی جائے اسے قرآن حکیم اصنام اور اوثان کے الفاظ سے تعبیر کرتا ہے، یہ بت قطعاً حرام ہیں، کسی دور اور کسی بھی زمانہ میں بت سازی کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ قرآن و سنت میں اس قسم کی مشرکانہ تصاویر اور مورتیوں پر سخت وعید آئی ہے۔

دوسری قسم کی تصاویر جن میں انبیاء و صالحین کی تصاویر اور مجسمے ہوتے تھے۔ قدیم اقوام، انبیاء اور صالحین کی تصاویر اور مجسمے بنایا کرتی تھیں اور انہیں عبادت کی حالت میں دکھایا جاتا تھا، مقصد یہ ہوتا تھا کہ ان کو عبادت کی حالت میں دیکھ کر لوگوں میں بھی جذبۂ عمل پیدا ہو۔ لیکن امتداد زمانہ اور آسمانی تعلیمات میں تحریف و تبدیلی کے ساتھ یہ غلط تصور پیدا ہو گیا تھا کہ چونکہ یہ انبیاء و صالحین اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں، اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں، اس لئے یہ بھی ہمارے معاملات میں اختیارات رکھتے ہیں، یہ بھی نفع و نقصان کے مالک ہیں، اس عقیدہ کے ارتقاء کے ساتھ ساتھ لوگ ان سے امیدیں وابستہ کرنے لگے، حاجت روائی کے لئے انہیں پکارا جانے لگا، ان کے نام پر نذرانے چڑھانے لگے، پھر ان کے مجسمے اور تصاویر اس قدر متبرک ہو گئے کہ ان کی بھی پرستش ہونے لگی، جیسا کہ قوم ود، سواع، یغوث اور نسر نے کیا۔(۲)

سابقہ اقوام نے یہی کچھ نہیں کیا بلکہ جن غلط عادتوں رسوم و رواج میں خود مبتلا تھے انبیاء علیہم السلام اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو بھی ان برائیوں میں ملوث دکھانے لگے، صحیح بخاری میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے تو وہاں حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام

کی تصاویر کو بھی دیکھا، ان کے ہاتھوں میں پانسوں کے تیر تھے، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرے، بخدا ان بزرگوں نے تو کبھی پانسوں کے تیر نہیں چلائے۔[۳]

اس قسم کی تصاویر جہاں شرک کا سبب بن رہی تھیں وہاں انبیاء علیہم السلام اور صلحاء و عابدین کی عظمت اور ان کے تقدس کو بھی پامال کر رہی تھیں۔ اس قسم کی شخصیتیں کہ جن کے ساتھ مذہب کی بناپر وابستگی اور عقیدت ہو کم علمی کی وجہ سے ان کے ساتھ مشرکانہ تصور پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ان کے مجسمے اور تصاویر معاشرہ میں شرک کا سبب بن جاتے ہیں، اسلام نے نہ صرف شرک کی بیخ کنی کی ہے بلکہ شرک کے اسباب و ذرائع کو بھی ختم کیا ہے۔ لہٰذا اس قسم کی تصاویر کو بھی ختم کیا گیا ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں اس قسم کے مجسمے اور تصاویر بکثرت ہوتی تھیں جن قسموں کو ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور اسلام میں اسی قسم کی تصاویر اور مجسمے ممنوع ہیں، لیکن اگر تصاویر اور مورتیاں مشرکانہ نہ ہوں بلکہ ان کا مقصد تعلیم و تربیت نشر و اشاعت اور ترسیل پیغام ہو یا دیگر انتظامی اور تفتیشی مقاصد کے لئے ہوں تو وہ مباح ہیں۔ تصاویر میں اصل علت حرمت شرک اور سدِ شرک ہیں اور اس میں جاندار و بے جان کی کوئی تفریق نہیں ہے، اگر غیر جاندار کی تصاویر مشرکانہ ہوں گی تو وہ بھی حرام ہوں گی مثلاً اگر مجوسیوں کے ہاں آتش کدوں کی تصاویر کی پرستش ہونے لگے یا کسی عیسائی معاشرہ میں علامت صلیب کی پوجا کی جاتی ہو تو ایسے علاقوں میں آتش کدوں اور صلیبوں کی تصاویر کو حرام ہی قرار دیا جائے گا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلیب کو اسی وجہ سے وثن کہا ہے، عدی بن حاتم کی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، میری گردن میں سونے کی صلیب تھی، تو آپ نے فرمایا اَلقِ ھذا الوثن عنک۔ اس بت کو نکال پھینکو۔[۴] عمران بن حطان حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں ایسی چیزوں کو توڑ دیا کرتے تھے جن میں صلیب کی تصاویر ہوتی تھیں۔

قرآن حکیم میں تصاویر، مورتیوں اور مجسموں کی حلت یا حرمت کے بارے میں کوئی حکم یا وضاحت نہیں آئی ہے، دو مقامات پر تماثیل (مورتیوں، مجسموں) کا ذکر آیا ہے۔ پہلی آیت سورۂ انبیاء میں ہے، "اذ قال لابیہ و قومہ ما ھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون۔[۵] حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مجسمے کیسے ہیں جن کے تم گرویدہ ہو رہے ہو"۔ جب ان لوگوں نے یہ بتایا کہ ہمارے آباؤ اجداد ان کی پرستش کیا کرتے تھے، ہم بھی اسی

لئے ان کے گرد جمع ہیں تو اس پر حضرت ابراہیمؑ نے ان سے کہا کہ تم لوگ تو صراحتاً گمراہی میں پڑے ہوئے ہو، اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے ان مجسموں کے لئے تماثیل کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ اصنام کا لفظ استعمال کیا۔(۶) دوسری جگہ یہ سورۂ سبا میں آیا ہے۔ یعملون لہ مایشاء من محاریب و تماثیل و جفان کالجواب و قدور راسیٰت۔(۷) وہ (جن) ان کے لئے بناتے جو وہ چاہتے۔ محرابیں، مجسمے، حوضوں کے مانند لگن اور ایک ہی جگہ لگی ہوئی دیگیں، اس آیت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کن کن نعمتوں سے نوازا تھا، اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں میں یہ بھی اہم نعمت اور اللہ کا فضل تھا کہ جنات پر حضرت سلیمانؑ کو اختیار حاصل تھا اور وہ ان سے مختلف کام لیا کرتے تھے، ایک کام یہ بھی تھا کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی نگرانی میں مجسمے بناتے تھے، آیت میں ان کاموں کی تفصیل ہے جو اس دور میں تعمیری، تمدنی اور سماجی کام تھے، آگے چل کر اللہ تعالیٰ نے اپنی ان نعمتوں کے جواب میں آل داؤد سے شکر کا مطالبہ کیا ہے، اعملوا آل داؤد شکراً ۔

ہمارے بعض مفسرین نے اس آیت کی بنا پر یہ کہہ دیا ہے کہ تصویر سابقہ مذاہب میں جائز تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں اسے حرام قرار دیا گیا ہے، لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے، جس قسم کی تصاویر ہماری شریعت میں حرام ہیں یہ تمام آسمانی مذاہب میں حرام رہی ہیں، البتہ ایسی تصاویر جو مشرکانہ قسم کی نہ ہوں بلکہ تعمیری، اصلاحی اور تعلیمی مقاصد کے لئے ہوں وہ سابقہ مذاہب میں بھی جائز تھیں ہماری شریعت میں بھی جائز ہیں(۸)۔

علامہ قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ پہلی قوموں میں یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی نیک و صالح فرد انتقال کر جاتا یا کوئی عالم وفات پا جاتا تو لوگ اس کی تصویر یا مجسمہ بناتے اور انہیں حالت عبادت میں دکھاتے تھے اور ان مجسموں اور تصاویر کو عمارتوں اور عبادت گاہوں میں آویزاں کیا جاتا تھا تاکہ لوگوں میں انہیں دیکھ کر جذبہ عبودیت پیدا ہو(۹)۔

علامہ قرطبیؒ مزید لکھتے ہیں کہ اس آیت کی بنا پر بعض لوگ تصویر کے جواز کے قائل ہوئے ہیں اور وہ صرف اسی آیت سے استدلال نہیں کرتے بلکہ آل عمران کی اس آیت سے بھی استدلال کرتے ہیں جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے۔ انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللہ۔(۱۰) "میں تمہارے سامنے مٹی کی مورت بشکل پرندہ بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ ہو جاتا ہے"۔ نحاس بھی کہتے ہیں کہ

علماء کی ایک جماعت تصویر سازی کے عمل کو ان آیات کی وجہ سے جائز کہتی ہے۔[11] بہرحال سورۂ سبا اور آل عمران کی آیات میں اباحت اور جواز ہی کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

اب ہم ان روایات کا ذکر کرتے ہیں جن سے تصاویر اور مورتیوں کے جواز و اباحت کا اظہار ہوتا ہے، انہی روایات کی وجہ سے فقہاء و علماء کو تصاویر کے مسئلہ میں بہت الجھنیں پیش آئیں اور انہوں نے علت و سبب کو تلاش کرنے کے بجائے تصاویر کی بہت سی مختلف صورتوں کو حرمت کے حکم سے مستثنیٰ کر دیا۔

ان روایات میں سب سے اہم حدیث عائشہؓ ہے جس میں حضرت عائشہؓ نے اپنی سہیلیوں کے ساتھ گڑیوں سے کھیلنے کا تذکرہ کیا ہے، یہ روایت صحاح کی مستند کتابوں میں کئی طریقوں سے منقول ہے۔ صحیح مسلم میں یہ روایت اس طرح ہے، عن عائشۃ أنھا کانت تلعب بالبنات عند رسول اللہ قالت وکانت تأتینی صواحبی فکن ینقمعن من رسول اللہ قالت فکان رسول اللہ یسربھن الی۔[12] حضرت عائشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر گڑیوں سے کھیلا کرتی تھیں، آپ کی سہیلیاں بھی آجایا کرتی تھیں، جب رسول اللہؐ تشریف لاتے تو حضرت عائشہؓ کی سہیلیاں آپ کو دیکھ کر چھپ جاتی تھیں، رسول اللہ پھر ان لڑکیوں کو حضرت عائشہ کے پاس بھیج دیا کرتے۔ ابوداؤد اور امام نسائی نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گڑیوں کا تذکرہ کیا ہے، "حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک یا غزوۂ خیبر سے جب واپس تشریف لائے تو حضرت عائشہ کی گڑیاں طاق میں رکھی ہوئی تھیں اور سامنے پردہ پڑا ہوا تھا، ہوا کے جھونکے سے پردہ ہٹ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ان گڑیوں پر پڑی تو آپ نے پوچھا اے عائشہ یہ کیا ہے؟ حضرت عائشہ نے کہا کہ یہ میری گڑیاں ہیں۔ ان گڑیوں میں ایک گھوڑا بھی رکھا ہوا تھا جس کے پر بنے ہوئے تھے۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ یہ گھوڑا ہے۔ آپ نے پھر پوچھا کہ اس کے اوپر کیا لگا ہوا ہے؟ حضرت عائشہ نے کہا کہ اس کے پر ہیں، آپ نے فرمایا کہ بھلا گھوڑے کے بھی پر ہوتے ہیں؟ حضرت عائشہ نے کہا کہ کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمانؑ کے پاس ایک پروں والا گھوڑا تھا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے کہ آپ کے دانت بھی نظر آنے لگے۔[13]

ایک روایت وہ تھی جس میں سہیلیوں کے ساتھ کھیلنے کا ذکر تھا، یہ اس وقت کا واقعہ ہوگا جب ان کی عمر سہیلیوں کے ساتھ کھیلنے کی تھی، اور یہ دوسری روایت اس کے بعد کی ہے جب ان گڑیوں سے کھیلنے کا زمانہ نہیں تھا کیونکہ یہ واقعہ خیبر یا تبوک سے واپسی پر پیش آیا تھا، خیبر کا معرکہ ۶ھ میں پیش آیا اور غزوۂ تبوک ۹ھ

میں ۶ھ یا ۹ھ میں حضرت عائشہؓ کی عمر گڑیوں سے کھیلنے کی نہ تھی۔ یہ گڑیاں اور گھوڑے وغیرہ ویسے ہی طاق میں رکھے ہوئے تھے۔ رسول اللہؐ نے ان دونوں موقعوں پر کوئی اظہار ناگواری نہیں فرمایا، بلکہ دونوں موقعوں پر مسرت وخوشی کا اظہار کیا ہے۔ ان روایات کی بنیاد پر بہت سے فقہاء وعلماء نے گڑیوں کے جواز کا قول اختیار کیا ہے، اس لئے کہ ان سے مقصد بچوں اور بچیوں کی تربیت وتفریح ہوتی ہے۔ اس قسم کی مورتیوں میں بت پرستی اور شرک کا رجحان نہیں ہوتا۔ اسی لئے اسے مباح رکھا گیا ہے۔ امام ماوردیؒ بھی گڑیوں کو جائز کہتے ہیں، لیکن ان کا خیال ہے کہ انہیں مقتضائے قرائن کے تحت باقی رکھنا چاہئیے۔ اگر گڑیوں سے محض بچوں کی تربیت وتعلیم کا مقصد حاصل کیا جائے تو پھر انہیں باقی رکھنا چاہیئے۔ لیکن اگر گڑیاں تعلیم وتربیت کے بجائے کسی غیر اسلامی عمل کا ذریعہ بن جائیں یا ایسی بنائی جائیں کہ ان سے اسلامی تہذیب وتمدن کو نقصان پہنچے تو انہیں بند کر دینا چاہیئے۔ علامہ ماوردیؒ نے بغداد کے مشہور قاضی ابوسعید اصطخری شافعی کا واقعہ بھی نقل کیا ہے۔ اصطخری مقتدر کے زمانہ میں قاضی مقرر ہوئے تو انہوں نے بغداد کے بازاروں کا معائنہ کیا، انہوں نے داوی کے بازار کو بند کرا دیا مگر گڑیوں کے بازار کو رہنے دیا[۱۴]۔ آگے چل کر مزید لکھتے ہیں کہ علامہ اصطخری نے متفق علیہ مباحات کو تو برقرار رکھا، اور اس چیز کی فروخت پر پابندی عائد کر دی جو بالاتفاق مباح نہیں، داوی پر اس لئے پابندی لگائی کہ وہ نبیذ بنانے کے لئے استعمال ہوتی ہے اور نبیذ شوافع کے نزدیک جائز نہیں۔

حضرت انسؓ کی یہ حدیث بھی قابل غور ہے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں "عن انس قال کان قرام لعائشۃ سترت بیتہا فقال لہا النبی امیطی عنی فانہ لاتزال تصاویرہ تعرض لی فی صلاتی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کے پاس پردہ تھا جو انہوں نے گھر کے ایک حصہ میں لٹکا رکھا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اس پردہ کو میرے سامنے سے ہٹا دو، اس لئے کہ اس میں بنی ہوئی تصاویر میری نماز میں مخل ہوتی ہیں"[۱۵]۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصاویر والے پردہ کو اس وجہ سے ہٹانے کا حکم دیا تھا کہ وہ نماز میں مخل ہوتا تھا۔ یہاں تصاویر پر کسی قسم کا اظہار ناگواری نہیں پایا جاتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس پردہ میں ایسی تصاویر نہیں تھیں جنہیں اسلام میں حرام قرار دیا گیا ہے، نہ ہی اس قسم کی جو اسلامی روایات کے خلاف ہوں، اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ہٹانے کا حکم نہ دیتے بلکہ اسے پھاڑ ڈالنے کا حکم دیتے۔

صحیح مسلم کی ایک اور روایت ہے "عن عائشۃ قالت کان لنا ستر فیہ تماثیل طائر وکان الداخل اذا دخل

استقبلہ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حوّلی ھذا فانی کلما دخلت فرأیتہ ذکرت الدنیا" حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہمارے ہاں ایک پردہ تھا جس میں پرندوں کی تصویریں تھیں وہ اس طرح لٹکا ہوا تھا کہ گھر میں داخل ہونے والے شخص کے بالکل سامنے ہوتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا کہ اس پردہ کو یہاں سے ہٹا دو کیونکہ میں جب بھی گھر میں داخل ہوتا ہوں تو اس پہ نظر پڑتی ہے اور میں دنیا کو یاد کرتا ہوں (۱۶)"

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پردہ کو جس میں پرندوں کی تصاویر تھیں صرف ہٹانے کا حکم دیا تھا اور ہٹانے کی وجہ بھی خود ہی بیان کر دی کہ اس سے دنیا کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ کلما رأیتہ کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہؐ نے بار ہا اسے دیکھا تھا اور آپؐ نے بار بار یہ بات محسوس کی تھی، لہٰذا پردہ کو اس جگہ سے ہٹانے کا حکم دیا جہاں سے گھر میں داخل ہوتے ہی اس پہ نگاہ پڑتی تھی، اگر ہر قسم کی تصاویر حرام ہوتیں تو رسول اللہؐ پہلی ہی مرتبہ اسے چاک کر دینے کا حکم دیتے مگر یہ تو پرندوں کی تصاویر تھیں جن کی پرستش نہیں ہوتی، لہٰذا ان پر کوئی گرفت نہیں کی گئی نہ ہی انہیں پھاڑنے یا مٹانے کا حکم دیا۔

امام بخاری نے حضرت ابو طلحہؓ کی ایک روایت کو نقل کیا ہے۔

عن ابی طلحۃ صاحب رسول اللہؐ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الملائکۃ لاتدخل بیتاً فیہ الصورۃ، قال بسر ثم اشتکی زید فعدناہ فاذا علی بابہ ستر فیہ صورۃ فقلت لعبید اللہ ربیب میمونۃ زوج النبیؐ ألم یخبرنا زید عن الصور یوم الاول فقال عبید اللہ الم تسمعہ حین قال الا رقماً فی ثوب (۱۷)"

ابو طلحہؓ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ ملائکہ ان گھروں میں داخل نہیں ہوتے جن میں تصویریں ہوں۔ بسر کا بیان ہے کہ حضرت زید بیمار ہوئے تو ہم ان کی مزاج پرسی کے لئے گئے، ہم نے دیکھا کہ ان کے دروازے پہ پردہ لٹکا ہوا تھا اور اس میں تصویر بھی تھی، تو میں نے عبید اللہ سے جو حضرت میمونہ زوجہ رسول اللہ کے پروردہ تھے کہا کہ زید نے ہمیں پہلے دن ملاقات میں تصویروں کے بارے میں نہیں بتایا تھا؟ اس پہ عبید اللہ نے کہا کیا تم نے نہیں سنا تھا کہ انہوں نے کپڑوں میں نقش تصویروں کو مستثنیٰ کیا تھا۔

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے بھی اپنی جامع صحیح میں روایت کیا ہے، اس میں اتنا زائد ہے کہ جب عبید اللہ نے یہ کہا کہ کیا تم نے یہ استثنیٰ "الا رقماً فی ثوب" نہیں سنا تھا، بسر نے کہا نہیں، تو عبید اللہ نے کہا جی ہاں زید نے اس استثنیٰ کو ذکر کیا

متقا ۔(۱۸)

اس حدیث میں صحابی رسولؐ کے عمل کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ تصویر والے پردوں میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ اگر تصویر کی حرمت مطلق ہوتی تو یقیناً صحابی رسولؐ کا عمل یہ نہ ہوتا۔

فتح الباری میں ابن حجر عسقلانیؒ نے ایک اور روایت بیان کی ہے، ہم اسے بھی یہاں نقل کرتے ہیں۔ "ابن عون بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ قاسم بن محمد کے گھر گیا وہ مکہ معظمہ کے آخری حصہ میں رہا کرتے تھے، میں نے ان کے گھر میں ایک سجا ہوا کمرہ دیکھا جس میں دریائی بلی اور عنقا کی تصاویر تھیں"۔ آگے چل کر ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ قاسم بن محمد بہت بڑے فقیہ عالم اور اپنے دور کے بہترین انسان تھے اور وہ حدیث نمرقہ کے راوی بھی ہیں۔(۱۹)

انہی روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے فقہاء کرام کی ایک جماعت کپڑوں اور پردوں میں تصاویر کو جائز قرار دیتی ہے، علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ اس بات میں اہل علم کا اختلاف نہیں ہے کہ تصویریں اگر پردوں میں ہوں تو صرف کراہت ہے حرام نہیں ہیں، اسی طرح اگر عمارت میں نقش ہوں یا پینٹ کی گئی ہوں تو وہ بھی مباح ہیں۔(۲۰)

ابن سعدؒ کی ایک روایت سے بھی ہماری رائے کی تائید ہوتی ہے۔

أخبرنا الفضل بن دکین قال حدثنا قیس بن ربیع عن جابر عن عبداللہ بن محمد بن عقیل قال اصاب عقیل بن ابی طالب خاتماً یوم موتہ فیہ تماثیل فاتی بہ رسول اللہ فنفلہ ایاہ، فکان فی یدہ قال قیس فرأیتہ انا بعد۔(۲۱)

محمد بن عقیل بیان کرتے ہیں کہ انہیں اپنے والد ابو طالب کی وفات پر ایک انگوٹھی ملی اس میں مورتیاں بنی ہوئی تھیں۔ یہ اس انگوٹھی کو لے کر رسول اللہ کے پاس آئے تو رسول اللہؐ نے وہ انگوٹھی انہی کو دے دی، یہ انگوٹھی ان کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ قیس کہتے ہیں کہ میں نے بعد میں بھی یہ انگوٹھی دیکھی تھی۔

خاندان نبوت ہی کے ایک فرد نے اس روایت کو بیان کیا، اس حدیث سے صحابی رسول اور رسول اللہؐ دونوں کا عمل ظاہر ہو رہا ہے، اگر تصویر کی حرمت عمومی ہوتی تو رسول اللہؐ اور صحابی دونوں کا عمل بالکل مختلف ہوتا۔

جامع ترمذی کی ایک حدیث ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فخر کے ساتھ بیان کیا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے پہلے جبریل امینؑ ایک ریشمی رومال میں میری تصویر لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ یہ

تمہاری زوجہ ہے۔(۲۲) حضرت سعد بن ابی وقاص کبار صحابہ میں سے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں عمر کا طویل حصہ گذارا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں انہی کی قیادت میں ایران فتح ہوا تھا۔ سعدؓ بن ابی وقاص جب ایوان کسریٰ میں داخل ہوئے تو انہوں نے ایوان میں لگی ہوئی تصاویر کو برقرار رکھا۔(۲۳)

سورۂ سبا کی آیت، مذکورہ احادیث و روایات اور صحابہ کرامؓ کا عمل بتا رہا ہے کہ ہر قسم کی تصاویر حرام نہیں ہیں بلکہ صرف وہ تصاویر حرام ہیں جو مشرکانہ ہوں۔ مجسموں اور تصاویر میں اصل علت بت پرستی اور شرک ہے، اس علت کی طرف احادیث میں وضاحت بھی ملتی ہے۔ آپؐ کی حدیث ہے:

ان اللہ عزوجل بعثنی ھدی و رحمۃ للعالمین	اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام عالم کے لئے باعث رحمت اور ہدایت بنا
وامرنی ان امحق المزامیر والمعازف والخمور	کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں گانے بجانے کے آلات شراب اور
والاوثان التی تعبد فی الجاھلیہ۔(۲۴)	ان بتوں کو مٹا دوں جن کی زمانہ جاہلیت میں پرستش کی جاتی تھی۔

وہ حضرات جنہوں نے حرمت تصویر کی صحیح صحیح علت کو نہیں سمجھا انہیں مسئلہ تصویر میں بہت الجھنیں پیش آئیں، اور مجبوراً تصاویر کی بہت سی اقسام کو جائز کہنا پڑا، مثلاً ان تصاویر کو جائز کہا گیا جو محل اہانت میں ہوں مثلاً فرش، قالین یا بستر وغیرہ میں۔ وہ تصاویر جائز ہیں جو پردوں میں نقش ہوں۔ وہ تصاویر جائز ہیں جن کا سایہ نہ ہو۔ اسی طرح وہ تصاویر جائز ہیں جن کے جسم کا کچھ حصہ کٹا ہوا ہو یا ایسا حصہ غائب ہو جس کے بغیر حیات ممکن نہیں، مدھم اور چھوٹی تصاویر جو دور سے نظر نہ آئیں یا گڑیاں ہوں یا ایسے مادہ سے بنائی گئی ہوں جو زیادہ عرصہ برقرار نہ رہ سکے وغیرہ وغیرہ۔(۲۵)

احناف، شوافع، مالکیہ اور حنابلہ سب ہی تصویر کی کسی نہ کسی صورت کو جائز قرار دیتے ہیں(۲۶)۔ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو انہوں نے بھی تصاویر کی ایسی اقسام کو جائز کہا ہے جن میں شرک و بت پرستی کا تصور نہیں تھا۔ سید سابق کو اصل علت نہ سمجھنے کی وجہ سے یہ تاویل کرنا پڑی کہ شروع میں حضور نے تصویر کو حرام قرار دیا تھا لیکن بعد میں اس کی حرمت ختم ہو گئی تھی، سید سابق کا خیال ہے کہ ابتداء میں تصویر اس لئے حرام کر دی گئی تھی کہ زمانہ بت پرستی کا تھا اور عام طور پر شرک و بت پرستی کے لئے تصاویر بنائی جاتی تھیں، لیکن جب بت پرستی سرزمین عرب سے ختم ہو گئی تو اس کی حرمت کا حکم بھی ختم ہو گیا، دلیل میں وہ حدیث عائشہؓ کو پیش کرتے ہیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ حولی سدا۔ اسے میرے سامنے سے ہٹا دو۔(۲۷) احناف کے مشہور امام و محدث امام طحاوی

فرماتے ہیں کہ وہ تصاویر ممنوع ہیں جو ایسی ہوں جیسی نصاریٰ اپنی عبادت گاہوں میں نصب کرتے تھے یا دیواروں پر لگایا کرتے تھے۔ امام طحاویؒ کی عبارت یہ ہے۔

فثبت بماروینا اخروج الصور التی فی الثیاب من الصور المنہی عنہا، وثبت ان المنہی عنہ الصور التی ھی نظیر ما یفعلہ النصاریٰ فی کنائسہم من الصور فی جدرانہا ومن تعلیق الثیاب المصورۃ فیہا، فاما ما کان یوطأ ویمتہن ویفرش فھو خارج من ذالک وھذا مذہب ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد۔ (۲۸)

جو کچھ ہم نے روایت کیا ہے اس سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ایسی تصاویر جو کپڑوں میں نقش ہوں وہ ممنوعہ تصاویر سے خارج ہیں یہ بات بھی ثابت ہے کہ وہی تصاویر ممنوع ہیں جو ان تصاویر کے مثل ہوں جنہیں عیسائی اپنی عبادت گاہوں میں نصب کرتے تھے۔ یا کپڑوں میں نقش کر کے کنیسہ کی دیواروں پر آویزاں کرتے تھے لیکن ایسی تمام تصاویر جو قدموں تلے آتی ہوں یا محل اہانت میں ہوں یا بستر وغیرہ پر بچھی ہوئی ہوں وہ حکم حرام سے خارج ہیں۔ یہی امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد کا مسلک ہے۔

امام طحاوی کے یہ الفاظ "الصور التی ھی نظیر ما یفعلہ النصاریٰ" ظاہر کرتے ہیں کہ امام طحاوی کے نزدیک بھی ایسی ہی تصاویر ممنوع ہیں جو مشرکانہ ہوں۔ نصاریٰ کے ہاں تصور توحید مسخ ہو چکا تھا، وہ روح القدس حضرت مریم اور حضرت مسیح علیہ السلام کے مجسمے اور تصاویر بنا کر اپنی عبادت گاہوں میں لگاتے تھے، ان کے سامنے جھکتے اور دعائیں مانگتے تھے، ان کا یہ عمل اسلامی تعلیمات اور خالص تصور توحید کے بالکل منافی تھا۔ لہٰذا اس قسم کی تصاویر کو ختم کرنا ضروری بلکہ فرض ہے، لیکن جن تصاویر میں عبادت و پرستش کا کوئی شائبہ نہ تھا علماء کرام اور فقہاء نے انہیں جائز کہا ہے۔ (۲۹) علامہ عبدالرحمٰن الجزیری نے واضح الفاظ میں کہا ہے کہ تصویر شریعت کی نظر میں اس وقت حرام ہے جب کسی فاسد غرض کے لئے بنائی گئی ہو جیسے بت جن کی پرستش کی جاتی ہو لیکن اگر تعمیری مقصد کے لئے تصاویر ہوں یا تعلیم و تعلّم مقصود ہو تو مباح ہیں۔ (۳۰) وہ احادیث نبویؐ جن میں تصویر کی حرمت ہے اور تصاویر بنانے والوں کے لئے سخت ترین عذاب کی دھمکی ہے۔ ان احادیث میں بھی غور کرنا ہوگا، یہ احادیث صحاح کی تمام کتابوں میں موجود ہیں، دیکھنا یہ ہے کہ آیا ان احادیث سے ہر قسم کی تصاویر مراد ہیں یا خاص قسم کی تصاویر۔ ہم نے اپنی سابقہ بحث میں یہ بات ثابت کی ہے کہ ان احادیث کا مصداق وہ افراد ہیں جو اصنام و اوثان بناتے ہیں، لیکن بعض علماء نے ان احادیث کا مصداق ان تمام افراد کو قرار دیا ہے جو جاندار کی تصویر بناتے ہیں، بے جان کی تصاویر کو سب نے مباح کہا ہے، اس لئے کہ عام طور

پر بے جان چیزوں کی تصاویر کی پرستش نہیں ہوتی تھی، لیکن ہمارا خیال یہ ہے کہ اصل تقسیم جاندار اور بے جان کی نہیں بلکہ اصل تقسیم یہ ہے کہ کونسی تصاویر شرک و بت پرستی کا سبب ہیں اور کونسی تصاویر شرک و بت پرستی کا سبب نہیں ہیں، بت جاندار کا ہو یا بے جان کا حرام ہے۔ احادیث میں وعید اور سخت عذاب کی دھمکی صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو ایسی تصاویر بناتے ہیں یا ایسے مجسمے ڈھالتے ہیں جن کی پرستش کی جاتی ہو، پچھلے صفحات میں ہم نے حدیث عائشہ، صحابہ کرام کا عمل اور بعض ان روایات کو ذکر کیا ہے جن سے تصویر کا ثبوت ملتا ہے۔ یہ ہماری رائے کی تائید کرتی ہیں، حدیث کے عظیم امام علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے یہی علت بیان کی ہے، ابن حجرؒ ان اشد الناس عذاباً عند اللہ المصورون" کے بارے میں لکھتے ہیں "ای الذین یصورون الاصنام والاوثان التی تعبد" یعنی اسی سخت عذاب کے مستحق وہ لوگ ہوں گے جو ایسے مجسمے یا تصویریں بناتے ہیں جن کی پرستش کی جاتی ہے۔(۳۱) امام عسقلانیؒ نے خطابی کی رائے کو بھی ذکر کیا ہے لکھتے ہیں۔ وقال الخطابی انما عظمت عقوبۃ المصور لان الصور کانت تعبد من دون اللہ" مصور کی سزا اس لئے سخت ہے کہ وہ ایسی تصاویر بناتا ہے جن کی اللہ تعالٰی کے علاوہ پرستش ہوتی ہے(۳۲) ابو علی فارسی کا خیال یہ ہے کہ "ان اشد الناس عذاباً کی سخت وعید مشبّہ کے لئے ہے، یعنی جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالٰی کی خاص شکل وصورت ہے اور اس صورت کو تصویر یا مجسمہ کے قالب میں ڈھالتے ہیں، ابو بکر جصاصؒ نے اس گروہ کی طرف اشارہ کیا ہے، وہ احادیث وعید نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

وقد قیل فیہ ان المراد من شبہ اللہ تعالی بخلقہ(۳۳) یعنی مراد ایسا شخص ہے جو اللہ تعالٰی کی شبیہ بنائے اس کی مخلوق کی طرح۔

یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ حدیث نافع وعائشہؓ میں "ان اصحاب ھذہ الصور" اور حدیث ابو طلحہ میں "الصورۃ" سے مراد اسی قسم کی تصاویر ہوں۔ اس وعید میں وہ طبقہ بھی داخل ہے جو تصویر یا مجسمہ بنا کر اس قدر فخر وغرور میں مبتلا ہو جائے کہ اپنے آپ کو خدا کے مثل سمجھنے لگے، مثلاً حضرت عائشہ کی حدیث میں ایسے ہی لوگوں پر سخت عذاب کی دھمکی ہے۔

ان اشد الناس عذاباً یوم القیامۃ الذین یضاھون بخلق اللہ۔ قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی خلق کی تشبیہیں بنا کر اللہ تعالٰی کا مقابلہ کرتے ہیں۔

اسی طرح یہ حدیث: "ومن اظلم ممن ذھب یخلق خلقاً" اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو میری مخلوق جیسی مخلوق بناتے ہیں۔

تخلق فلیخلقوا ذرۃ او لیخلقوا شعیرۃ (۳۴) وہ ایک چھوٹی چیونٹی یا ایک دانہ جو تو پیدا کردیں۔

ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں "وخص لبعضهم من صور قاصداً ان یضاهی"۔ بعض علماء نے اس وعید کا مستحق ان لوگوں کو قرار دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے مثل بنانے کا قصد کرتے ہوئے تصویر بنائیں (۳۵)۔

مسئلہ تصویر پر ہماری اس بحث کا مقصد یہ ہرگز نہیں ہے کہ ہر قسم کی تصاویر، مجسموں اور مورتیوں کی مسلم معاشرہ میں ہمت افزائی کی جائے، یا بلاکسی مقصد وضرورت کے محض آرائش و زیبائش کے لئے تصویر سازی کی جائے، اس قسم کی تصاویر کو کبھی بھی اسلامی معاشرہ میں پسند نہیں کیا گیا، احادیث وعید کو پیش نظر رکھتے ہوئے علماء نے ہر قسم کی تصاویر کی مذمت کی ہے، ہمارا مقصد تو علمی انداز میں صرف یہ بتانا ہے کہ آج کل تعلیم وتربیت، پیغام رسانی، سائنسی اور تحقیقاتی کاموں اور انتظامی وتفتیشی امور کے لئے اگر تصاویر سے فائدہ اٹھایا جائے تو یہ بالکل جائز ہوگا شرعاً اس میں حرمت یا عدم جواز کا کوئی سبب نہیں ہے۔

واللہ الموفق وھو المعین۔

حواشی

۱۔ ابن خالویہ لکھتے ہیں "سمی اللہ تعالیٰ الصنم بعلاً حیث اتخذ رباً" اعراب ثلاثین سورۃ، من سورۃ الصمزہ۔ نیز دیکھئے آیات۔ الانعام۔ ۷۴۔ الاعراف ۱۳۸، ابراہیم ۳۵۔ الشعراء ۷۱۔ نفظ وثن، الحج۔ ۳۰۔ العنکبوت ۱۷۔ ۲۵۔

۲۔ دیکھئے الحلال والحرام فی الاسلام علامہ یوسف القرضاوی ص ۹۰ مطبوعہ المکتب الاسلامی، ۱۹۶۹ء۔ احکام القرآن، جصاص ج ۲ ص ۲۷۲۔ الجامع لاحکام القرآن قرطبی ج ۱۴ ص ۲۷۲۔ مطبوعہ قاھرہ ۱۹۶۷ء

۳۔ الجامع الصحیح للبخاری ج ۲ ص ۱۵۹ مطبوعہ مصر ۱۹۰۳ء

۴۔ تاج العروس ج ۹۔ الجامع الصحیح للمسلم ج ۲ ص ۲۰۲ مکتبہ رشیدیہ دہلی۔

۵۔ الانبیاء۔ ۵۲۔

۶۔ وتاللہ لاکیدنّ اصنامکم۔ الانبیاء ۔ ۵۷

۷۔ سبا ۔ ۱۳ ۔

۸۔ تورات میں ہے تم اپنے لئے بت نہ بنانا نہ تراشی ہوئی مورت یالاٹ اپنے لئے کھڑی کرنا اور نہ اپنے ملک میں شبیہ دار پتھر رکھنا کہ اسے سجدہ کرو"۔ خروج باب ۲۰ آیت ۲ ۔ لعنت ہے اس آدمی پر جو کاریگری اور صناعی سے لکڑی یا پتھر میں کھودی ہوئی یا کسی دھات کی ڈھالی ہوئی مورت بنائے جو خداوند کو ناپسند ہے پھر اس کو کسی پوشیدہ جگہ نصب کرے ۔ استثناء باب ۲۷ آیت ۱۵ ۔

۹۔ الجامع لاحکام القرآن ۔قرطبی ، ج ۱۴ ص ۲۷۲ مطبوعہ قاہرہ ۱۹۶۷ء ۔

۱۰۔ آل عمران ۔ ۴۹ ۔

۱۱۔ الجامع لاحکام القرآن ، قرطبی ، ج ۱۴ ص ۲۷۲ ۔

۱۲۔ الجامع الصحیح للمسلم ج ۲ ص ۲۸۵ کتاب الفضائل ، فضائل عائشہ ۔

۱۳۔ فقہ السنہ ، سید سابق ج ۳ ص ۵۰۰ ۔ بحوالہ ابوداؤد و نسائی ۔

۱۴۔ الاحکام السلطانیہ باب ۲۰ ، احکام الاحتساب ص ۳۲۷ ۔ داوی نبیذ بنانے کے کام آتا ہے ۔ داوی اگرچہ فی نفسہ حلال ہے لیکن اس کا استعمال چونکہ شراب سازی کے لئے ہوتا تھا اس وجہ سے اس کی فروخت پر پابندی لگادی ۔

۱۵۔ الجامع الصحیح للمسلم ج ۲ ص ۲۰۰ مکتبہ رشیدیہ دہلی ۔

۱۶۔ الجامع الصحیح للمسلم ج ۲ ص ۲۰۰ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ دہلی ۔

۱۷۔ الجامع الصحیح للبخاری ۔

۱۸۔ الجامع الصحیح للمسلم ج ۲ ص ۲۰۰

۱۹۔ فتح الباری ج ۱۱ ص ۵۱۲ حدیث نمرقہ : عن عائشۃ انھا اشترت نمرقۃ فیھا تصاویر فقام النبی بالباب الخ ۔ دیکھئے الجامع الصحیح للبخاری باب التصاویر ۔

۲۰۔ القرطبی ، ج ۱۴ ص ۲۷۲ ۔

۲۱۔ ابن سعد ، ج ۴ ص ۴۳ مطبوعہ بیروت ۔

۲۲- جامع ترمذی مع شرح تحفۃ الاحوذی، طبع بیروت، جلد چہارم، ص ۳۶۳ -

۲۳- الفاروق، شبلی، ص ۳۳۴ مطبوعہ سجاد پبلشرز لاہور -

۲۴- الزواجر عن اقتراف الکبائر ج ۱ ص ۸، مطبوعہ مصر ۱۹۵۱ء -

۲۵- کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۲، احکام التصویر -

۲۶- تفصیلات کے لیے دیکھئے کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۲، احکام التصویر - جمع الفوائد ج ۱ ص ۸۲۷ - فتح الباری ج ۱۲ -

۲۷- فقہ السنۃ، سید سابق، ج ۳ ص ۵۰۲ -

۲۸- شرح معانی الآثار، طحاوی ج ۲ باب التصاویر فی الثوب -

۲۹- جیسا کہ ہم نے پچھلے صفحات میں ذکر کیا ہے، مثلاً وہ تصاویر جو موضع اہانت میں ہوں، پردوں میں ہوں، بستر، فرش یا قالین وغیرہ میں ہوں، ناقص الاعضاء ہوں، وغیرہ - اس قسم کی تصاویر کی پرستش نہیں ہوتی تھی - مشہور عالم دین مفتی محمد عبدہٗ اور شیخ عبد العزیز جاویش بھی مشرکانہ تصاویر کو حرام قرار دیتے ہیں، شائبہ شرک نہ ہو تو مباح ہے دیکھئے مقالہ "حول تمثیل شخصیۃ الرسولؐ" الدراسات الاسلامیہ، مارچ ۱۹۷۵ء -

۳۰- کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۲ ص ۴۰ -

۳۱- فتح الباری ج ۱۲ ص ۵۰۰ -

۳۲- فتح الباری ج ۱۲ ص ۵۰۷ -

۳۳- احکام القرآن، جصاص، ج ۳ ص ۳۷۲ -

۳۴- الجامع الصحیح للمسلم ج ۲ ص ۱۹۹ -

۳۵- فتح الباری ج ۱۲ ص ۵۰۷ مطبوعہ مصر -